کہ محلے کے محلے لکھنؤ والون سے آباد ہین۔

امراؤ۔ جو صاحب لکھنوی ہونے کا دعوی کرتے ہین اون سے کہیے پہلے اپنی زبان کی نبض پہچانین

رسوا۔ کیا خوب بات کہی ہے۔ واقعی روزمرّہ تو کسی قدر آ بھی جاتا ہے۔ مگر لہجہ نہین آتا۔

اتفاقاتِ زمانہ سے یہ کچھ دور نہین ؎
یون بھی ہوتا ہے کہ بچھڑے ہوئے مِلجاتے ہین

بچھڑے ہوے ملجاتے ہین اور پھر کب کے بچھڑے ہوے۔ وہ جنکے ملنے کا سان گمان بھی نہو۔ ایکدن کا واقعہ سُنیے۔ کانپور مین رہتے ہوے کوئی چھ مہینے گذر گئے ہین۔ اب شہرت کی بیحد پہونچی ہے کہ بازارون اور گلیون مین میری گائی ہوئی غزلین لوگ گاتے پھرتے ہین شام کو میرے کمرے مین بہت اچھا مجمع رہتا ہے۔ گرمیون کے دن ہین۔ کوئی دو بجے کا وقت ہوگا۔ مین اپنے پلنگ پر اکیلی لیٹی ہون۔ ماما باورچی خانے مین خراٹے لے رہی ہے ایک خدمتگار کمرے کے باہر بیٹھا پنکھے کی ڈوری کھینچ رہا ہے۔ خس کی ٹٹیان خشک ہو گئی ہین۔ مین آدمی کو آواز دیا ہی چاہتی تھی کہ پانی چھڑک دے کہ اتنے مین کمرے کے نیچے کسی نے آکے پوچھا۔ لکھنؤ سے جو رنڈی آئی ہے اوسکا یہی کمرہ ہے۔ گنگا بنیا (جسکی دوکان کمرے کے نیچے تھی) نے جواب دیا۔ ہان یہی کمرہ ہے۔ پھر دریافت کیا۔ دروازہ کہان ہے۔ اوسنے بتا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بڑی بی کوئی ستّر برس کا سِن۔ گوری سی۔ منہ پر جھرّیان پڑی ہوئین۔ بال جیسے روئی کا گالا۔ کمر جھکی ہوئی۔ سفید ململ کا دوپٹہ تنزیب کا کرتہ۔ نین سکھ کا پاجامہ بڑے بڑے پائنچون کا پہنے۔ ہاتھون مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے۔ اونگلیون مین انگوٹھیان۔ جریب ہاتھ مین۔ ہانپتی کانپتی ہوئی آئین۔ اور سامنے فرش پر بیٹھ گئین۔ ایک کالا سا لڑکا کوئی دس بارہ برس کا اونکے ساتھ تھا۔ وہ کھڑا رہا۔

بڑی بی۔ لکھنؤ سے تمھین آئی ہو؟

مین۔ جی ہان۔ اتنا کہہ کے مین پلنگ سے نیچے اوتر آئی۔ پاندان آگے کھِسکایا۔ آدمی کو حقّے کے لیے آواز دی۔

بڑی بی۔ ہماری بیگم نے تمھین یاد کیا ہے۔ لڑکے کی سالگرہ ہے۔ زنانہ جلسہ ہوگا۔ تمھارا

مجرا کیا ہے ؟ -

مین - بیگم صاحب مجھکو کیا جانین -

بڑی بی - اے تمام شہر مین تمھارے گانے کی دھوم ہے - دوسرے تمھارے بلانے کا یہ بھی ایک سبب ہے کہ بیگم صاحب بھی لکھنو کی رہنے والی ہین -

مین - اور آپ بھی تو لکھنو ہی کی ہین -

بڑی بی - تمنے کیونکر جانا - مین - کہین بات چیت کا قرینہ چھپا رہتا ہے -

بڑی بی - ہان مین بھی وہین کی رہنے والی ہون - اچھا تو اپنا مجرا تو بتاؤ - ابھی بہت کام پڑا ہوا ہے - مجھے دیر ہوتی ہے -

مین - مجرا تو میرا کھلا ہوا ہے - سب جانتے ہین پچاس روپیہ لیتی ہون - مگر بیگم صاحب لکھنو کی رہنے والی - اور اونھون نے قدر کرکے بلایا ہے تو اون سے کچھ نہ لون گی - جلسہ کب ہے

بڑی بی - آج شام کو - اچھا تو یہ روپیہ کھڑی کا تو لو - باقی وہان آکے سمجھ لینا -

مین - (روپیہ لے لیا) ابھی کوئی ضرورت نہین تھی - مگر اس خیال سے کہ بیگم صاحب برا نہ مانین روپیہ لیے لیتی ہون - اچھا - اب یہ کہیے کہ مکان کہان ہے -

بڑی بی - مکان تو ذرا دور ہے نواب گنج مین ہے - یہ لڑکا سر شام آئے گا - اسی کے ساتھ چلی آنا - مگر اتنا خیال رہے کہ کوئی مرد ذات تمھارے ملنے والون مین سے ساتھ نہ ہو -

مین - اور سازندے ؟ -

بڑی بی - سازندے - خدمتگار - انکی تمنا ہی نہین ہے - کوئی اور نہ ہو -

مین - جی نہین - یہان میرا کون ایسا ملاقاتی ہے - جسے ساتھ لاؤنگی - خاطر جمع رکھیے -

اتنے مین خدمتگار نے حقہ تیار کیا - مین نے اشارہ کیا - بڑی بی کے سامنے لگا دو - بڑی بی مزے لے لیکے حقہ پینے لگین - مین نے ایک پان پر کتھہ چونا لگا کے ڈلیون کا چورا ڈبیہ مین پڑا ہوا تھا - ایک چٹکی اوسکی اور الائچی کے دانے پاندان کے ڈھکنون پر کچل کے گلوری بنا کے بڑی بی کو دینے لگی -

بڑی بی - ہائے بیٹا دانت کہان سے لاؤن جو پان کھاؤن -

مین - آپ کھائیے تو - مین نے آپ ہی کے لائق پان بنایا ہے -

بڑی بی سمجھ گئین - پان لے کے کھایا - بہت ہی خوش ہوئین - ہائے ہمارے شہر کی

تمیز داری۔ اتنا کہہ کے دعائین دیتی ہوئی رخصت ہوئین۔ چلتے چلتے کہہ گئین۔ ذرا دن سے آجانا۔ گھڑی بھر دن رہے گرہ لگائی جائیگی۔

مین۔ اگرچہ مجرے کا یہ دستور نہین ہے۔ مگر خیر بیگمصاحب نے یاد کیا ہے۔ تو مین سویرے سے حاضر ہوکے مبارکباد گاؤن گی۔

واقعی وطن کی قدر باہر جاکے ہوتی ہے۔ کانپور مین سیکڑون جگہہ مجرے ہوئے۔ مگر کہین جانے کا ایسا اشتیاق ابھی تک نہین ہوا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ جلدی سے شام ہوجائے اور مین روانہ ہون۔ گرمیون کا دن پہاڑ ہوتا ہے۔ خدا خدا کرکے اوتنا دن کٹا۔ پانچ بجتے بجتے لڑکا آموجود ہوا۔ مین پہلے ہی سے بنی ٹھنی بیٹھی تھی۔ سازندون کو بلوا رکھا تھا۔ لڑکے نے اون کے مکان کا پتا بتا دیا۔ مین سوار ہوکے روانہ ہوگئی۔

بیگم کا مکان شہر سے کوئی گھنٹے بھر کا رستہ تھا۔ چھ بجے مین وہان پہونچی۔ نہر کے کنارے ایک باغ تھا۔ جسکے چارون طرف مینڈھ بنا کے مہندی اور دوسرے خاردار درخت اس طرح سے برابر بٹھائے گئے تھے۔ جس سے دیوار سی بن گئی تھی۔ باغ کی قطع بالکل انگریزی تھی۔ تاڑ۔ کھجور۔ اور طرح طرح کے خوبصورت درخت قرینے سے لگائے گئے تھے۔ روشون پر سرخی کٹی ہوئی تھی۔ چارون طرف سبزہ تھا۔ جابجا کھنگرون کی پہاڑیان سی بنی ہوئی تھین اونپر انواع و اقسام کے پہاڑی درخت پتھرون کے اندر سے اوگے ہوے معلوم ہوتے تھے۔ پہاڑیون کے گرداگرد دوب جمائی گئی تھی۔ باغ مین ہر چہار طرف پکے نہر بنے ہوے تھے اونمین صاف موتی سا پانی بہہ رہا تھا۔ مالی نلون اور فوارون کے ذریعے سے پانی دے رہے تھے۔ پتون سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دن بھر کی دھوپ کھائے ہوئے پھولون مین جواب پانی پہنچا تھا۔ کیسے ترو تازہ اور شاداب تھے۔ سالگرہ کا رسم کوٹھی مین ادا ہوا تھا۔ عورتون کے گانے کی آواز آئی۔ باہر مین نے مبارکباد گائی۔ پھر آپ ہی آپ شام کلیان کی ایک چیز شروع کردی۔ کوئی سننے والا نہ تھا۔ آپ ہی آپ گایا کی۔ پھر چپ ہو رہی۔ بیگم صاحب نے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ انعام کے بھیجے۔ تھوڑی دیر مین شام ہوگئی۔ چاند نکل آیا۔ چاندنی پھیل گئی۔ تالاب کے پانی مین ماہتاب کا عکس موجون سے ہل کر عجب کیفیت دکھا رہا تھا۔

باغ کے ایک کنارے پر بہت عالی شان کوٹھی تھی۔ وسط باغ مین ایک پختہ تالاب

بنا ہوا تھا۔ اسکے گرد ولایتی پھولون کے نامڑے نہایت خوبصورتی سے بچے ہوئے تھے۔ اسی تالاب سے ملا ہوا ایک اونچا چبوترہ تھا۔ اسکے درمیان مین ایک مختصر سا ہوادار چوبی بنگلہ تھا۔ اسکے ستونون پر رنگ آمیزی کی ہوئی تھی۔ اس تالاب مین نہر سے پانی آکے گرتا تھا۔ پانی کے گرنے کی آواز سے دل مین ٹھنڈک پہونچتی تھی۔ واقعی عجیب عالم تھا۔ شام کا سہانا وقت۔ سنہری ہوا۔ رنگ رنگ کے پھولون کی مہک۔ ایسی فضا مین نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ چبوترے پر سفید چاندنی کا فرش تھا۔ مسند تکیہ لگا ہوا تھا۔ اوسی کے سامنے ہم لوگ بٹھائے گئے۔ کوٹھی سے لیکر اس چبوترے تک گلاب کی بیلون سے ایک چھتّا سا بنا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اوسی کی راہ سے بیگم صاحب تشریف لائی ہین۔ سامنے چلمنین پڑی ہوئی تھین۔ چبوترے پر دو سبز مردنگین روشن ہوگئین۔ مجھے گانے کا حکم ہوا۔ مین نے کدارے کی ایک چیز شروع کر دی۔ بڑی دیر تک گایا کی۔ اتنے مین ایک مہری ہاتھون مین دو سبز کنول لیے ہوئے باہر نکلی۔ مسند کے سامنے رکھہ دیئے۔ سازندون سے کہا۔

تم لوگ وہ سامنے شاگرد پیشہ مین چلے جاؤ۔ وہین کھانا بھیج دیا جائے گا۔ اب یہان زنانہ ہوگا۔ جب وہ لوگ اوٹھ گئے۔ بیگم صاحب برآمد ہوئین۔ مین تعظیم کے لیے اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اونھون نے مجھکو قریب بلایا۔ خود مسند پر بیٹھ گئین۔ مجھے سامنے بیٹھنے کا حکم کیا۔ مین تسلیم کرکے بیٹھ گئی۔ گانے کے لیے حکم کی منتظر تھی۔ اور بیگم کی صورت غور سے دیکھ رہی تھی۔

حیرانِ نگاہ تماشا کرے کوئی ؎
صورت وہ روبرو ہے کہ دیکھا کرے کوئی

پہلے تو وہ باغ اور وہان کی فضا دیکھ کے مجھے پرستان کا شبہہ ہوا تھا۔ مگر اب یقین ہوگیا۔ پری میرے سامنے گاؤ سے لگی بیٹھی ہے۔ مانگ نکلی ہوئی۔ چوٹی کمر تک پڑی ہوئی سرخ و سفید رنگت۔ اونچا ماتھا۔ کھنچی ہوئی بھوین۔ بڑی بڑی آنکھین۔ گال جیسے گلاب کی پتیان۔ ابھری ناک۔ چھوٹا سا دہانہ۔ پتلے پتلے نازک ہونٹھ۔ نقشے بھر مین کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے بہتر میرے خیال مین آسکتی ہو۔ اور ہر اعضا کا تناسب اور سینہ کا ابھار کس قدر خوشنما تھا۔ سیکڑون عورتین میری نظر سے گذر گئی ہین۔ مگر مین نے اس بلا کی صورت کبھی نہین دیکھی تھی۔ خورشید سے بہت جھلک ملتی تھی۔ مگر کہان خورشید۔ کہان وہ۔ خورشید کی صورت مین بھولاپنا تھا۔ اوسمین یہ امیرانہ رعب۔ تمکنت کے

بھاری بھرکم بھی کہان - دوسرے خورشید اِن کے سامنے کسی قدر بھدّی معلوم ہوتی تھی - اِنکا کامنی سا نازک چھریرا بدن - اوسنے کہان پایا - دوسرے اوسکی صورت پر آٹھ پہر اوداسی برستی تھی - جب دیکھو بسوروگن بنی تھی - بیگم صاحب بہت ہی خوش مزاج معلوم ہوتی ہین - بات کرتی ہین گویا مُنہ سے پھول جھڑتے ہین - ہر بات پر خود ہنس دیتی ہین - مگر کسی کو بیجا کلام نہین - واقعی سادگی مین تکلف اور تمکنت کے ساتھ شوخی اِنھین مین دیکھی - دولتمندون کی خوشامد سب کرتے ہین - مگر مین عورت ذات ہو کے کہتی ہون - ایسون کی خوشامد بھی اگر بے غرض کیجائے تو کوئی عیب نہین -

لباس اور زیور بھی اِسی صورت کے لائق تھا - ہلکا بسنتی ڈوپٹہ کندھون سے ڈھلکا ہوا کچلی کا شلوکہ پھنسا پھنسا - سرخ گرنٹ کا پاجامہ - کانون مین صرف یاقوت کے آویزے - ناک مین ہیرے کی کیل - گلے مین سونے کا سادہ طوق - ہاتھون مین موتیون کی پہنچین - بازوون پر نورتن - پاؤن مین سونے کی بیڑیان - چہرے کی خوبصورتی - لباس کی سادگی اور زیور کی مناسبت - یہ سب چیزین میری آنکھون کے سامنے تھین - اور مین نقشِ حیرت بنی بیٹھی تھی - بغور صورت دیکھ رہی تھی - مین اور میری صورت تو جیسی کچھ ہے وہ اسوقت آپ کے سامنے ہے - مگر یقین ہی کیجیے گا اونکی توجہ بھی کسی اور طرف نہ تھی مجھی کو دیکھ رہی تھین - دونون طرف سے نگاہین لڑی ہوئی تھین - میرے دل مین بار بار ایک خیال آتا تھا - مگر اوسکے اظہار کا موقع نہ تھا - کہون تو کیونکر کہون - ایک مہری پسِ پشت کھڑی پنکھا جھل رہی ہے - دو سامنے کھڑی ہین - ایک کے ہاتھ مین چاندی کی لوٹیہ ہے - دوسرے کے پاس خاصدان - بڑی دیر تک نہ بیگم صاحب نے مجھسے بات کی اور نہ مین کچھ بول سکی - آخر اونھون نے سلسلۂ کلام اِسطرح سے شروع کیا -

بیگم - تمھارا نام کیا ہے -   مین - (ہاتھ باندھ کے) امراؤ -

بیگم - خاص لکھنؤ مین مکان ہے -

مین - (یہ سوال کچھ اِس رُخ سے کیا گیا تھا کہ مجھے جواب دینا کسی قدر مشکل معلوم ہوا خصوصاً اِس موقع پر اِسلیے کہ اگر کہتی ہون کہ لکھنؤ مین مکان ہے تو ایک مطلب جو میرے دل مین تھا فوت ہوتا ہے - فیض آباد بتاتی ہون تو بے محل افشاے راز کا خیال ہے - آخر بہت کچھ سمجھ کے) جی ہان پرورش تو لکھنؤ مین پائی ہے - جواب دینے کو تو دیدیا - مگر اِسکے ساتھ

ہی یہ خیال ہوا کہ اب جو سوال کیا جائے گا تو پھر وہی دقت پیش آئے گی۔ میرا خیال غلط نہ تھا
اسلئے کہ فوراً ہی بیگم صاحب نے پوچھا۔

بیگم۔ تو کیا پیدائش لکھنؤ کی نہین ہے۔

مین۔ (اب حیران ہون کہ کیا جواب دون۔ تھوڑی دیر سکوت کیا۔ جیسے کچھ سنا ہی نہ تھا۔ آخر اِس بات کو ٹال کے) حضور کا دولت خانہ لکھنؤ مین ہے؟

بیگم۔ کبھی لکھنؤ مین تھا۔ اب تو کانپور وطن ہو گیا۔

مین۔ میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ بیگم۔ کیون؟۔

مین۔ (اِس سوال کا جواب دینا بھی دشوار تھا۔ کون قصہ بیان کرتا) اب کیا عرض کرون۔ بیکار سمع خراشی ہو گی۔ حال ناگفتہ بہ ہے۔ کچھ ایسے ہی اتفاقات پیش آئے کہ لکھنؤ جانے کو جی نہین چاہتا۔

بیگم۔ چلو اچھا ہے۔ تو ہمارے پاس بھی کبھی کبھی چلی آیا کرو۔

مین۔ آنا کیسا۔ میرا تو ابھی سے جانے کو جی نہین چاہتا۔ اول تو آپ کی قدردانی۔ دوسرے یہ باغ۔ یہ فضا۔ ممکن ہے کہ کوئی ایک بار دیکھے۔ اور دوبارہ دیکھنے کی ہوس نہ ہو۔ خصوصاً مجھ ایسی خفقانی مزاج کی عورت کے لیئے تو یہان کی آب و ہوا اکسیر کا خواص رکھتی ہے۔

بیگم۔ اے بی۔ تمھین یہ جنگل بہت پسند آیا۔ نہ آدم نہ آدم زاد۔ بیہات خدا کی ذات۔ شہر سے کوسون دور۔ چار پیسے کا سودا منگاؤ۔ تو آدمی صبح کا گیا گیا شام کو آتا ہے۔ چھائین پھوئین۔ شیطان کے کان بہرے۔ کوئی بیمار ہو تو جبتک حکیم صاحب شہر سے آئین آئین۔ یہان دشمنون کا خاتمہ ہو جائے۔

مین۔ حضور اپنی اپنی طبیعت۔ مجھے تو بہت ہی پسند ہے۔ مین تو جانتی ہون۔ اگر مین یہان رہون تو مجھے کسی چیز کی ضرورت ہی نہ ہو۔ دوسرے ایسے مقام پر بیمار ہونا کیا ضرور ہے

بیگم۔ جب مین پہلے پہل آئی تھی۔ تو میرا بھی یہی خیال تھا۔ کچھ دنون یہان رہ کے معلوم ہوا کہ شہر کے رہنے والے ایسے مقام پر نہین رہ سکتے۔ شہر مین ہزار طرح کا آرام ہے۔ اور سب باتون کو جانے دو جب سے نواب کلکتے گئے ہین۔ راتون کو ڈر کے مارے نیند نہین آتی۔ یون تو خدا کے دیے سپاہی پیاسی۔ خدمتگار اسوقت بھی دس بارہ مرد نوکر ہین۔ عورتون کی گنتی نہین۔ مگر پھر بھی ڈر لگتا ہے۔ مین تو دو چار دن اور راہ دیکھتی ہون۔ اگر نواب جی جم

آئے تو شہر مین کوئی مکان لے کے جا رہونگی۔

مین۔ قصور معاف ہو۔ آپکا مزاج وہمی ہے۔ ایسے ایسے وسواس دل مین نہ لایا کیجیے۔ شہر مین جائیے گا تو قدر عافیت کھُلے گی وہ گرمی ہے کہ آدمی پکے جاتے ہین۔ دوسرے بیماریان۔ خدا پناہ مین رکھے۔

یہ باتین ہورہی تھین کہ اتنے مین ایک کھلائی بچے کو لے کے آئی۔ تین برس کا لڑکا تھا۔ ماشاءاللہ گورا۔ گورا۔ خوبصورت۔ ایسی پیاری پیاری باتین کرتا تھا۔ جیسے مینا۔ بیگم نے کھلائی سے لے کے گود مین بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر کھلا کُدا کے پھر کھلائی کو دینے لگین۔ مین نے ہاتھ بڑھا کے لے لیا۔ بڑی دیر تک لیئے رہی اور پیار کیا کی پھر کھلائی کو دے دیا۔

مین۔ (بیگم سے) یون تو شاید نہ بھی آتی۔ مگر میان کے دیکھنے کو تو ضرور ہی آؤنگی۔

بیگم۔ (مسکرا کے) اچھا کسی طرح ہو۔ آنا ضرور۔

مین۔ ضرور حاضر ہون گی۔ یہ آپ کیون بار بار فرماتی ہین۔ مین تو اس قدر حاضر ہونگی کہ حضور کو دوبھر ہو جاؤن گی۔

اِسکے بعد اِدھر اُدھر کی باتین ہونے لگین۔ بیگم نے میرے گانے کی بہت تعریف کی اسی اثنا مین خاصہ والے نے آکے کہا۔ خاصہ تیار ہے۔ بیگم نے کہا۔ چلو کھانا کھالو۔

مین۔ بہت خوب۔

بیگم مسند سے اوٹھ کھڑی ہوئین۔ مین بھی ساتھ ہی اوٹھی۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مہریون کو اشارہ کیا۔ تم یہین ٹھہرو۔ ہم کھانا کھا کے یہین بیٹھین گے۔

مین۔ واقعی اسوقت کا سمان تو ایسا ہے کہ جانے کو جی نہین چاہتا۔ مگر حکم حاکم۔

بیگم۔ تو کیا کھانا یہین منگوا لیا جائے۔

مین۔ جی نہین۔ اچھا کھانا کھا کے چلے آئینگے۔

بیگم۔ (ایک مہری سے) اِن کے ساتھ کے آدمیون کو کھانا دلوا دیا گیا؟

مہری۔ (ہاتھ باندھ کے)۔ حضور دلوا دیا گیا۔

اچھا اونھین رخصت کرو۔ ہمنے دوسرا مجرا معاف کیا۔ امراؤ جان کھانا کھا کے جائینگی

اِسکے بعد بیگم اور ہم دونون کوٹھی کی طرف چلے۔ ایک مہری آگے آگے فانوس لیے جاتی تھی

چپکے سے میرے کان مین کہا۔ مجکو تم سے بہت سی باتین کرنا ہین۔ مگر آج اوسکا موقع نہین۔ کل تو مجھے فرصت نہوگی۔ پرسون تم صبح سے آنا۔ اور کھانا یہین کھانا۔
مین۔ مجھے بھی کچھہ عرض کرنا ہے۔
بیگم۔ اچھا تو آج کچھہ نہ کہو۔ چلو کھانا کھالین۔ اوسکے بعد تمھارا گانا سنین گے۔
مین۔ پھر سازندون کو تو حضور نے رخصت کر دیا۔
بیگم۔ ہمکو مردون کے ساتھہ گانا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ میری ایک خواص خوب طبلہ بجاتی ہے اوسپر گانا۔
مین۔ بہت خوب۔

اب ہم کوٹھی کے زینے کے پاس پھونچ گئے تھے۔ بہت وسیع کوٹھی تھی۔ اور اس طرح سلیقے سے سجی ہوئی تھی کہ شاہی کوٹھیون کے دیکھنے کے بعد اگر کوئی کوٹھی دیکھی تو یہی دیکھی۔ پہلے برآمدہ ملا۔ اوسکے بعد کئی کمرون سے ہوکے گذرے۔ ہر ایک نئے طرز سے بجا ہوا تھا۔ ہر کمرے کا فرش فروش اور شیشہ آلات ایک نئے رنگ اور نئے طرز کا تھا آخر ہم اوس کمرے مین پھونچے۔ جہان دسترخوان چنا ہوا تھا۔ دسترخوان پر دو عورتین اور منتظر تھین۔ انمین سے ایک چٹھی نویس تھی۔ ایک مصاحب۔ ان دونون کا لباس بھی بہت ہی زرق برق تھا۔ صورتین بھی اچھی تھین۔

دسترخوان پر کئی قسم کے پلاؤ۔ بورانی۔ زعفران۔ متنجن۔ سفیدہ۔ شیربرنج۔ باقرخانیان کئی طرح کے سالن۔ کباب۔ اچار۔ مربے۔ مٹھائیان۔ دہی۔ بالائی۔ غرضکہ ہمہ قسم کی نعمت موجود تھی۔ لکھنؤ سے نکلنے کے بعد آج کھانے کا مزا آیا۔ بیگم ہر طرح کی چیزین میرے سامنے رکھتی جاتی تھین۔ مین اگرچہ کسی قدر تکلف سے کھانا کھاتی تھی مگر اونکے اصرار نے ضرورت سے زیادہ کھلا دیا۔

بیسن دانی اور تسلہ آیا۔ ہاتھہ منہ دھوکے سب نے پان کھائے۔ پھر اوسی چبوترے پر جلسہ جما۔ اس جلسے مین صرف بیگمصاحب نہ تھین۔ چٹھی نویس۔ مصاحبین۔ خلاصیان۔ پیشخدمتین۔ مہریان۔ مامائین۔ سب ملاکے کوئی دس بارہ عورتین تھین۔

بیگم صاحب نے حکم دیا۔ طبلے کی جوڑی اور ستار اوٹھا لاؤ۔ ایک مصاحب جو طبلہ بجانے مین مشاق تھی طبلہ بجانے لگی۔ خود بیگمصاحب ستار چھیڑنے لگین۔ مجھے گانے کا حکم ہوا۔

کھانا کھاتے کھلاتے۔ گیارہ بجگئے تھے۔ جب ہم گانے کو بیٹھے ہین۔ ٹھیک بارہ بجے کا وقت تھا۔ اوسوقت وہ باغ جسمین بہت سا روپیہ صرف کر کے جنگل اور پہاڑ کی گھاٹیون کے نمونے بنائے گئے تھے۔ عجب وحشتناک سمان دکھا رہا تھا۔ ایک طرف چاند اوس عالیشان کوٹھی کے ایک گوشے سے تھوڑی دور پر گنجان درختون کی شاخون سے نظر آتا تھا۔ مگر اب ڈوبنے ہی کو تھا۔ تاریکی روشنی پر چھائی جاتی تھی۔ جس سے ہر چیز بھیانک معلوم ہونے لگی درخت جتنے اونچے تھے اوس سے کہین بڑے نظر آتے تھے۔ ہوا سن سن چل رہی تھی۔ سرو کے درخت سائین سائین کر رہے تھے۔ اور تو ہر طرف خموشی کا عالم تھا۔ مگر تالاب مین پانی کے گرنے کی آواز بلند ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی کوئی پرندہ اپنے آشیانے مین چونک کر ایک بانک بول دیتا تھا۔ یا شکاری جانورون کی ہول سے جو چڑیان اوڑتی تھین اوس سے پتے کھڑک جاتے تھے۔ یا کبھی کوئی مچھلی تالاب مین اوچھل پڑتی تھی۔ مینڈک اپنا بے تگا راگ گا رہے تھے۔ جھینگر آس دے رہا تھا۔ سوائے اس چبوترے کے جہان دس بارہ جوان جوان عورتین رنگ رنگ کے لباس پہنے اور طرح طرح کے زیور سے آراستہ جلسہ جمائے بیٹھی تھین اور کوئی آس پاس نہ تھا۔ ہوا کے جھونکون سے کنول بجھ گئے تھے۔ صرف دو مردنگون کی روشنی تھی۔ اونکے بھی شیشے سبز پا نارون کا عکس جو تالاب کے پانی مین ہلکورے لے رہا۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ طلسمات کا عالم تھا۔ وقت اور مقام کی مناسبت سے مین نے سوہنی کی ایک چیز شروع کر دی۔ اس راگنی کے بھیانک سُرون نے دلون پر اپنا پورا اثر کیا تھا۔ سب مبہوت بیٹھے تھے۔

خوف کے مارے باغ کی طرف دیکھا نہ جاتا تھا۔ خصوصاً گنجان درختون کے نیچے اندھیرا گھُپ تھا۔ سب ایک دوسری کی صورتون کو دیکھ رہے تھے۔ گویا وہ جلسہ امن کی جگہہ تھی۔ اور جدھر نگاہ اوٹھاکے دیکھو ایک ہُو کا عالم تھا۔ اورون کا کیا ذکر خود میرا کلیجہ دھڑک رہا تھا۔ دل ہی دل مین کہتی تھی۔ بیگم نے سچ کہا تھا۔ بیشک یہ جگہہ رہنے کے لائق نہین ہے کہ اس اثنا مین گیدڑون کے بولنے کی آواز آئی۔ اوسنے اور بھی دلون کو دہلا دیا۔ اسکے بعد کُتے بھونکنے لگے۔ اب تو مارے دہشت کے یہ حال تھا کہ کسی کے مونھ سے بات نہین نکلتی تھی۔ اتنے مین بیگم نے گاؤ تکیے سے ایک ذرا اونچی ہو کے اپنے سامنے کچھ دیکھا۔ اور زور سے ایک چیخ مار کے مسند پر گر پڑین۔ اور سب عورتین بھی اوسی طرف دیکھنے لگین۔ مین بھی مڑ کے